قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 19 فروری 2021ء | 06 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:43

ارشاد باری تعالیٰ

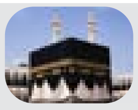

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(البقرہ:22)

ترجمہ:۔ اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔

فرمان خلیفہ وقت

”اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی عبادت کی طرف توجہ دلا کر شیطان کے پنجے سے بچنے اور رہائی دلانے کے سامان مہیا فرما دیئے اور قرآن کریم میں ہمیں مختلف طریقوں سے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی، جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی تمہیں پیدا کرنے والی وہ ہستی ہے جو تمہارا رب ہے۔ تمہیں پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ تمہاری پیدائش کے ساتھ تمہاری پرورش کے بھی سامان پیدا فرمائے۔ تمہاری خوراک کے لئے تمہارے دودھ کا انتظام کیا۔ موسم کی سختیوں سے بچانے کے لئے تمہارے لئے لباس کا انتظام کیا۔ تمہاری نگہداشت کے لئے تمہاری ماں کے دل میں تمہارے لئے وہ محبت پیدا کی جس کی مثال نہیں۔ وہ کسی اجر کے بغیر تمہاری اس وقت خدمت کرتی ہے جب تم کسی قابل نہیں تھے۔ تو یہ سب انتظامات اس خدا کی مرضی سے ہی ہو رہے ہیں جو تمہارا رب ہے۔ اور جب تم ایسے حالات میں پہنچ گئے تمہارے اعضاء مضبوط ہو گئے تو اب بھی وہی ہے جو تمہاری ضروریات پوری کر رہا ہے تو یہ تمہارا پیدا کرنے والا، تمہارا پالنے والا، تمہارا مالک اس بات کا حق دار ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، شکر گزار بندے بنو۔ اس نے جو نعمتیں تم پر اتاری ہیں ان کو یاد کر کے اس کے آگے جھکو اور یہی ایک انسان کی بندگی کی معراج ہے۔“

(خطبہ جمعہ 14 جنوری 2005ء)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

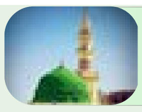

نماز کے بعد کی دعا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم یقیناً میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنا نہ بھولنا کہ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ اے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیرا ذکر، تیرا شکر اور اچھے انداز میں تیری عبادت کرسکوں۔ آپؐ نے یہ فرمایا کہ جو محبت مجھے تم سے ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مَیں تجھے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور عبادت گزار بندہ دیکھوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستغفار)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! یہ جنت کے باغات کیا ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مساجد جنت کے باغات ہیں۔ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہؐ! ان سے کھانے پینے سے کیا مراد ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر پڑھنا۔

(ترمذی کتاب الدعوات۔ باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید باب نمبر ۸۵ حدیث نمبر ۳۵۰۹)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

نماز اصل میں دعا ہے

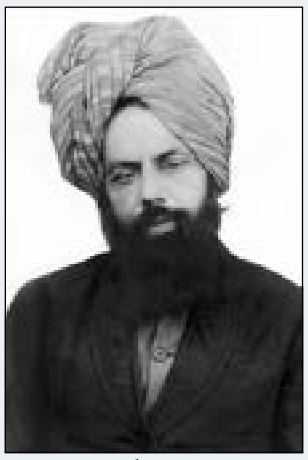

”نماز اصل میں دعا ہے۔ نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کے لئے تیار رہے۔ کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے۔ ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں۔ میں بہت رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے اس کے پاس سے گزرتا ہے اور اس کی ندا کی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ اپنی مشکل کا بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے۔ قبولیتِ دعا کے لئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے۔ کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 54 جدید ایڈیشن۔ البدر، مورخہ کیم جولائی 1904ء صفحہ 6)

اس شمارہ میں

- شمع ہاتھوں میں ہے خلافت کی (منظوم)
- دبستانِ حیات
- یادِ رفتگاں
- سالانہ تقریب تقسیم انعامات و اسناد جامعہ احمدیہ تنزانیہ

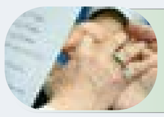

دربارِ خلافت

جنگی مجرموں سے عفو کا سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک اجازت بھی دی ہوئی ہے۔ مَیں کوشش کروں گا کہ ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں یعنی کثرت سے کروں گا۔ اُس کے لئے اگر مجھے اس سے زیادہ بھی بخشش طلب کرنا پڑی تو کروں گا۔ یہ تھا آپ کا اُسوہ جو آپ نے اُن منافقین کے ساتھ بھی روا رکھا۔

یہ واقعہ تو مَیں نے بتایا کہ جس میں رئیس المنافقین کے ساتھ عفو اور بخشش کا سلوک ہے۔ اب بعض دوسری مثالیں پیش کرتا ہوں۔مثلاً اُجڈ، غیر تربیت یافتہ بعض بدوؤں کے اخلاق ہیں جو ادب سے گری ہوئی حرکات کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو نہیں پہنچانتے تھے۔ اُن پر آپ کس طرح عفو فرماتے تھے۔ اس بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تھا۔ آپ نے ایک موٹے حاشیہ والی چادر زیبِ تن کی ہوئی تھی۔ ایک بدوی نے آپ کی چادر کو اتنی زور سے کھینچا کہ اس کے حاشیہ کے نشان آپ کے کندھے پر پڑ گئے۔ پھر اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے یہ دو اونٹ دے دیں۔ آپ نے مجھے کوئی اپنا یا اپنے والد کا مال تو نہیں دینا؟ اُس کی ایسی کرخت باتیں سن کر پہلے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر فرمایا: اَلْمَالُ مَالُ اللّٰہِ وَاَنَا عَبْدُہٗ۔ کہ مال تو اللہ ہی کا ہے اور مَیں اللہ کا بندہ ہوں۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جو مجھے تکلیف پہنچائی ہے اس کا تم سے بدلہ لیا جائے گا۔ اُس بدوی نے کہا مجھ سے اس کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تم سے بدلہ کیوں نہیں لیا جائے گا؟ اُس بدوی نے کہا۔ اس لئے کہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے، تبسم فرمایا (تو نرمی کا، عفو کا جو سلوک تھا، پتہ تھا۔ اسی نے ان لوگوں میں جرأت پیدا کی تھی کہ جو دل چاہے کر دیں)۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے مطلوبہ دو اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر جَو اور دوسرے پر کھجوریں لاد دیں۔ اور وہ اس کو عنایت فرمائیں۔

(الشفاء لقاضی عیاض الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ ...الفصل و اما الحلم صفحہ 74 جزء اول دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

پھر آپ نے مخالفینِ اسلام کے ساتھ کس طرح عفو فرمایا، کیا سلوک فرمایا ہو گا۔ اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ قریش مکہ کے اسّی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر نمازِ فجر کے وقت اچانک جبل تنعیم سے حملہ آور ہوئے۔ اُن کا ارادہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیں مگر ان کو پکڑ لیا گیا۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو معاف کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔

(سنن الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب من سورۃ الفتح حدیث نمبر 3264)

اب اس قسم کی معافی کی کوئی مثال پیش کرسکتا ہے کہ جنگی مجرم ہیں لیکن سراپا شفقت وعفو اُن کو بھی معاف فرما رہے ہیں کہ جاؤ تمہارے سے کوئی سرزنش نہیں۔ تمہیں کوئی سزا نہیں۔ پھر ایک روایت ہے۔ ہشام بن زید بن انس روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا اور اس نے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ کے بجائے اَلسَّامُ عَلَیْكَ یعنی تجھ پر ہلاکت وارد ہو، کہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تمہیں پتہ چلا ہے کہ اس نے کیا کہا تھا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس نے اَلسَّامُ عَلَیْک کہا تھا۔ صحابہ رِضوان اللہ عَلَیھِمْ اَجْمَعِیْن نے یہودی کی یہ حرکت دیکھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ آنحضور

بقیہ صفحہ 6 پر

شمع ہاتھوں میں ہے خلافت کی

شمع ہاتھوں میں ہے خلافت کی
راہ ہم نے چنی صداقت کی

تو نے رستہ چنا اندھیروں کا
ہم نے پائی ضیاء خلافت کی

میں فسانہ نہیں ہوں دنیا کا
اک کہانی ہوں میں حقیقت کی

کیا بتاؤں میں آج کا ملاں
توڑ دی ہیں حدیں عداوت کی

بم دھماکوں سے کیسے مل جائے
بات کرتے ہیں کیسے جنت کی

میرا چرچا ہے سارے عالم میں
خوشبو پھیلی ہے ایسی بیعت کی

ڈال دے اے خدا تو جھولی میں
وہ جو دولت ہے اک اطاعت کی

عشق پھولوں سے ہے مگر زاہد
ہم نے کانٹوں سے بھی محبت کی

(سید طاہر احمد زاہد)

ازمنور احمد خورشید ۔واقفِ زندگی

دبستانِ حیات

قسط چہارم

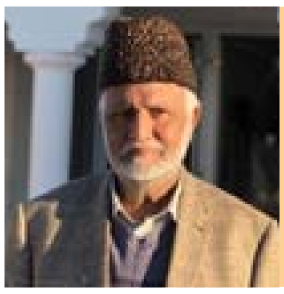

غیراز جماعت ڈاکٹر صاحب پر نیک اثر

احباب جماعت نے بہت سارے وقارعمل بھی کئے جس کے نتیجہ میں بہت سارے اخراجات بچا لئے گئے۔ایک دفعہ مسجد میں وقارعمل ہو رہا تھا۔ایک غیر از جماعت ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کسی مریض کو دیکھنے کے لئے ہمارے محلے میں آئے،وقارعمل کرتے ہوئے دوستوں کو دیکھ کر وہ بھی مسجد میں آ گئے۔وہاں پر بچوں،جوانوں اور بوڑھوں کو اس جوش وجذبہ سے کام کرتے ہوئے بہت ہی حیران ہوئے اور انہوں نے جماعت کے لئے بہت ہی تعریفی کلمات کہے۔بعد ازاں انہوں نے ایک دوست کے ذریعہ سے ایک خطیر رقم بھی مسجد کی تعمیر کے لئے بھیجی اور کہا کہ مجھے احساس ہوا کہ خدا کی راہ میں مالی قربانی کا یہی ایک محفوظ مقام ہے۔

یہ مسجد پنجاب بھر کی چند بڑی مساجد میں سے ایک ہے چونکہ یہ بات آج سے چالیس سال پہلے کی ہے۔جب جسم اور دماغ جوان تھا۔اب تو بڑھاپا بھی ہے،جو بذاتِ خود ایک بڑی بیماری ہے۔دیگر بیماریوں نے بھی اطراف سے گھیر رکھا ہے۔بہت سی باتیں اب یاد نہیں ہیں۔ہر کسی کا ذکر ممکن نہیں ہے۔الغرض سب نے ہی بہت تعاون کیا۔ہر کوئی اس جہاد میں شریک ہوگیا،عجیب نظارہ تھا۔جسے قلمبند کرنا خاصا مشکل امر ہے۔مردوں کے علاوہ ہماری بہنوں کا شوق اور ولولہ قابلِ تحسین تھا۔جنھوں نے مالی قربانی کی بڑی تابناک مثالیں قائم کردیں۔

ایک عظیم الشان خانہ خدا بن گیا

پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ دن آ گیا کہ مسجدِ احمدیہ بن گئی۔یہ مسجد پنجاب بھر کی جماعتی مساجد میں سے چند بڑی مساجد میں شمار ہوتی ہے۔جس میں مسجد کا مرکزی ہال،لجنہ ہال،مربّی ہاؤس،لائبریری،دفاتر،گیسٹ ہاؤس اور برلبِ سڑک غالباً آٹھ دوکانیں بھی بن چکی ہیں۔

گذشتہ سالوں میں مسجد سے کلمہ طیّبہ مٹانے اور مینار گرانے کا افسوس ناک واقع پیش آیا تھا،جس پر قومی عقل پر ذی شعور طبقہ خون کے آنسو تو روتا ہے۔لیکن زبان پر تالہ بندی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مینار گرنے کے بعد مسجد دومنزلہ سے تین منزلہ بن چکی ہے۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

بوڑھا دانا

کھاریاں سے ڈنگہ جاتے ہوئے رستہ میں ایک گاؤں خونن آتا ہے۔ جس کے قریب ”مرزا طاہر“ نامی چھوٹا سا گاؤں ہے۔وہاں پر ایک احمدی بزرگ خاتون تھیں۔جو پورے گاؤں میں اکیلی ہی احمدی تھیں۔جو قضاء الٰہی سے فوت ہوگئیں۔ہم لوگ کھاریاں سے ان کے جنازے اور تجہیز و تدفین کے لئے وہاں جا رہے تھے۔رستہ میں ایک بوڑھا کسان اپنے کھیت کے ارد گرد جانوروں سے حفاظت کی خاطر جھاڑیاں وغیرہ نصب کر رہا تھا جسے مقامی زبان میں واڑی کہتے ہیں۔ہمارے ایک دوست نے اس کسان سے کہا۔بابا جی! کیا یہ واڑی آپ کی ہے؟بوڑھے کسان نے جواب دیا۔بھائی یہ واڑی میری نہیں لیکن واری (باری) میری ہے۔کیونکہ پہلے میرا دادا کہتا تھا یہ زمین میری ہے۔وہ چلا گیا۔اس کے بعد میرا باپ اس کو سنبھالتا رہا اور کہتا رہا یہ میری ہے،میری ہے۔اب وہ فوت ہوگیا ہے اس لئے میرے خیال میں یہ ”واڑی“ میری نہیں اب ”باری“ میری ہے۔

احمدیت کا بے مثل رشتہ

کھاریاں سے کوٹلہ جاتے ہوئے رستہ میں ایک معروف قصبہ ”گلیانہ“ آتا ہے۔وہاں سے کافی دور آگے ایک مختصر سا گاؤں ”تیرو چک“ ہے۔سترکی دہائی میں لوگ یہ سفر بذریعہ سائیکل یا پیدل طے کرتے تھے۔اب تو ان جدید سفری سہولتوں کے باعث فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں۔اس گاؤں میں ایک بزرگ مکرم فضل کریم صاحب رہتے تھے۔جو اس گاؤں میں اکیلے ہی احمدی تھے۔ان کے بیٹے ملازمت کے سلسلہ میں بیرون ملک تھے۔یہ بزرگ بہت ہی باہمت اور دلیر شخص تھے۔نہ معلوم کس طرح نمازِ جمعہ کے لئے بسا اوقات کھاریاں تشریف لاتے۔زیادہ تر قریب ترین جماعت ”نصیرہ“ جاتے۔

ایک دفعہ بہت زیادہ بیمار ہوگئے۔ڈاکٹر نے مایوسی کا اظہار کر دیا۔اس وقت گاؤں کے کچھ غیر از جماعت لوگ ان کے پاس آئے اور کہا بہتر ہے اب بھی توبہ کرلو ورنہ تمہاری نعش ہم باہر پھینک دیں گے۔آپ نے اسی وقت قریب ترین جماعت ”نصیرہ“ پیغام بھیجا کہ مجھے آکر مل جائیں۔وہاں سے دو احمدی دوست ان کے ہاں پہنچے۔باباجی نے اپنی بیوی کو بلایا اور ان احمدی مہمانوں کے سامنے کہا۔دیکھو میں اللہ کے فضل سے احمدی ہوں۔جب میں فوت ہوجاؤں تو میرا جنازہ اور تجہیز و تدفین صرف احمدی ہی کریں۔اتفاق ایسا ہوا۔اگلے روز ہی وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ان کی اہلیہ نے ایک آدمی کے ذریعہ سے ہمیں کھاریاں میں پیغام پہنچا دیا۔

خاکسار نے خدام کے ذریعہ علاقہ بھر کی جماعتوں سے رابطہ کیا۔انہیں اس فوتگی کی اطلاع دی اور جنازہ کے لئے پہنچنے کی تاکیدی درخواست کی۔اس دور میں کھاریاں شہر میں چند ایک اعلیٰ سرکاری افسران متعین تھے۔علاوہ ازیں کھاریاں کینٹ میں بھی کئی فوجی و دیگر افسران تھے۔اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ اس بہت ہی غیر معروف گاؤں میں ہر طرف سے احمدی بھائی بسیں کاریں اور ویگنیں لیکر پہنچ گئے۔

یہ ایک نظارہ تھا کہ آج تک اس کا میرے دل و دماغ پر اثر ہے۔مقامی آبادی نے زندگی میں پہلی بار اتنے لوگ اور گاڑیاں اپنے ہاں دیکھی ہوں گی۔یہ احمدی بھائیوں کی محبت والفت کا ایسا دلکش مظاہرہ تھا کہ علاقہ بھر میں اس واقعہ کا ذکر ہر کسی کی زبان پر تھا۔

تقدیر الٰہی:اللہ تعالیٰ نے ایک نیا پودا لگادیا

تیرو چک میں مکرم فضل کریم صاحب کی وفات پر اس علاقہ میں کوئی احمدی نہ رہا۔چند سال قبل مجھے حضورِ انور کے ارشاد پر پُرتگال جانے کا ارشاد ہوا۔احبابِ جماعت سے تعارف ہوا تو ان میں سے ایک دوست نے بتایا کہ ان کا تعلق کھاریاں سے ہے۔میں نے کہا کھاریاں کے احباب کو تو میں جانتا ہوں اس پر کہنے لگے۔میرا تعلق ”تیرو چک“ گاؤں سے ہے۔پھر انہوں نے بتایا کہ میں اپنے خاندان میں اکیلا ہی احمدی ہوں اور مجھے جرمنی میں قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس گاؤں میں پھر سے احمدیت کا پودا لگادیا۔

عقلمند را اشارہ کافی است

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مسندِ خلافت پر فائز ہونے سے قبل ایکدفعہ کھاریاں تشریف لائے۔یہ جمعہ کا دن تھا اور آپ نے ہی نماز جمعہ پڑھائی تھی۔مکرم حاجی احمد خان ایاز صاحب نے آپ کو اپنے ہاں دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔جو آپ نے ازراہِ شفقت قبول کر لی۔جب حضور حسبِ پروگرام کھانے کے لئے تشریف لائے۔آپ نے محسوس کیا ابھی کھانے میں دیر ہے۔آپ نے حاجی ایاز صاحب کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔حاجی صاحب مجاہد ہنگری ہیں،کیا آپ کو ہنگری کی زبان آتی ہے؟حاجی صاحب نے عرض کی جی میاں صاحب۔حضور نے فرمایا اچھا پھر اس فقرہ کا ترجمہ کریں۔اگر کھانا لیٹ ہوگیا تو نمازیوں کو بہت پریشانی ہوگی۔حاجی صاحب فوری طور کمرہ سے باہر تشریف لے گئے اور جلد ہی حضور کو کھانے کے ٹیبل پر آنے کی دعوت دی۔حضور نے کھانا تناول فرمایا۔حاجی صاحب نے عرض کی میاں صاحب ترجمہ کیسا تھا؟آپ نے فرمایا۔زبردست بہت ہی سلیس اور بامحاورہ۔

تم قادیانی بہت تیز چیز ہو

ابتدا میں ہمارے گاؤں میں تعلیمی سہولت کلاس ہشتم تک ہوتی تھی۔ آٹھویں کلاس کا امتحان بہت اہم ہوتا تھا۔اس امتحان کو ورنیکلر فائنل کا امتحان کہتے تھے۔اس دور میں ہمارے علاقہ میں صرف ”دولت نگر“ نامی قصبہ میں ہی ہائی سکول ہوتا تھا جو علاقہ بھر کے مڈل سکول کے طلبہ کے فائنل امتحان کا مرکز ہوتا تھا۔امتحان دینے والے طلبہ کسی ایک استاذ کی نگرانی میں امتحانات کے ایام میں قیام کرتے۔یہ ایک بڑی وسیع وعریض عمارت تھی مہمان مدارس کے طلبہ کو اپنے اپنے سکول کی ترتیب سے ایک ایک کلاس روم الاٹ تھا جہاں پر طلبہ رات کو ان ٹاٹوں پر سویا کرتے تھے۔

میں اپنی کلاس میں اکیلا ہی احمدی تھا۔جب ہم لوگ دولت نگر پہنچے تو پہلے ہی روز میرے ساتھی طلبہ نے باقی طلبہ کو بھی بتا دیا کہ میں احمدی ہوں جس سے ہر کسی کو میرے احمدی ہونے کا علم ہوگیا۔

کھیل کے اوقات میں ہم لوگ باہر میدان میں کھیل رہے تھے۔اس دوران ایک بچہ بھدر نامی سکول سے میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ تم قادیانی ہو۔میں نے اثبات میں جواب دیا۔اس پر کہنے لگا۔ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب جو ہماری کلاس کے ساتھ آئے ہوئے ہیں وہ بھی قادیانی ہیں اور ان کا نام راجہ غلام مصطفیٰ صاحب ہے۔میں نے پوچھا۔راجہ صاحب کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟اس نے بتایا کہ فلاں کلاس روم میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔اس نے بتایا کہ وہ شام کے بعد سٹڈی ٹائم میں ہمیں پڑھانے کے لئے آئیں گے۔شام کے وقت میں ان کے کمرہ میں چلا گیا۔مکرم راجہ صاحب طلبہ کو امتحان کی تیاری کے سلسلہ میں رہنمائی فرما رہے تھے سلام دعا کے بعد میں نے ان سے پوچھا۔کیا آپ احمدی ہیں۔انہوں نے بتایا۔ہاں اللہ کے فضل سے میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔اس پر میں نے بتایا کہ میں بھی اللہ کے فضل سے احمدی ہوں۔مکرم راجہ صاحب یہ جان کر بہت خوش ہوئے۔کہنے لگے الحمد للہ ہم دو احمدی ہوگئے ہیں۔کرسی سے اٹھے،بڑے ہی پیار سے ملے۔مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔کافی دیر باتیں کرتے رہے۔ان کی کلاس کے طلبہ کے لئے یہ عجیب بات تھی کہ راجہ صاحب ایک مہمان بچے کے ساتھ اتنی شفقت اور پیار سے باتیں کر رہے ہیں۔اس وقت میری عمر تیرہ سال ہوگی جبکہ مکرم راجہ صاحب کی عمر اس وقت پچاس سے زائد ہوگی۔پھر راجہ صاحب نے کہا۔بیٹا جب تک ہم لوگ اس جگہ پر قیام پزیر ہیں ہم اپنی باجماعت نماز ادا کیا کریں گے۔انشاء اللہ

جب میں اس ملاقات کے بعد واپس اپنے کمرہ میں آیا۔میرے ماسٹر صاحب میری کلاس کے طلبہ کو پڑھا رہے تھے۔مجھ سے تاخیر کا سبب پوچھا۔میں نے بتایا میں راجہ صاحب کو ملنے گیا ہوا تھا۔کہنے لگے تم انہیں کیسے جانتے ہو۔میں نے بتایا وہ احمدی ہیں اور میں بھی احمدی ہوں۔اس پر ماسٹر صاحب نے کہا۔تم قادیانی بڑی تیز چیز ہو کیسے کیسے رابطے کر لیتے ہو۔

قبول احمدیت کا ایک خوبصورت واقعہ

کھاریاں جماعت میں ایک بزرگ مکرم غلام احمد کسانہ صاحب

تھے۔جو مسجد احمدیہ کھاریاں میں باقاعدگی کے ساتھ اذان دیا کرتے تھے۔ایک دفعہ انہوں نے بتایا کہ ان کے ایک بزرگ فقیرانہ مزاج کے تھے۔طلب حق کے لئے مختلف مذھبی مقامات پر چکر لگاتے رہتے۔کہتے ہیں ،ایک دفعہ وہ بزرگ کھاریاں سے اعوان شریف کی جانب ایک معروف شاہ صاحب جو اپنے علاقہ میں ایک عالمِ دین اور بزرگ مشہور تھے۔ان کے آستانے پر پہنچ گئے۔ پیر صاحب اپنے مریدوں کے پاس تشریف فرما تھے۔انہوں نے بھی سلام کیا اور حلقہ احباب میں بیٹھ گئے۔

مکرّم شاہ صاحب نے جب ایک نووارد کو دیکھا تو ان سے پوچھا میاں آپ کون ہیں؟اس نے جواب دیا کہ یہی تو معلوم کرنے آیا ہوں کہ میں کون ہوں؟(یہ ایک فقیرانہ اندازِ کلام ہے۔)

شاہ صاحب نے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔انہوں نے جواب دیا میں کھاریاں سے آیا ہوں۔اس دور میں لوگ پیدل ہی آیا جایا کرتے تھے۔کھاریاں سے مشرق کی جانب سے اعوان شریف کے لئے راستہ جاتا ہے۔شاہ صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے۔اب آپ نے کھاریاں واپس جانے کے لئے دوسرا راستہ لینا ہے۔موصوف نے اس ارشاد میں کوئی ہدایت یا اشارہ سمجھا۔اس کی اطاعت میں دوسرا رستہ اختیار کرلیا جو ایک لمبا چکر لگا کر جہلم کی جانب سے کھاریاں کو جاتا ہے۔جب یہ بزرگ جہلم پہنچے۔تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں تو ہزارہا لوگ جمع ہیں۔آپ نے کسی سے استفسار کیا کہ اتنے زیادہ لوگ کیوں اکٹھے ہیں۔کسی نے بتایا کہ قادیاں والے مرزا صاحب آئے ہوئے ہیں۔آپ بھی ان لوگوں میں شامل ہوگئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی عقدہ کشائی فرمادی۔دل کی گرہ کھل گئی۔آپ کو اپنے سوال ''کہ میں کون ہوں'' کا جواب مل گیا۔آپ جس منزل کے متلاشی تھے۔آپ کو اپنی منزل مل گئی پھر صدقِ دل سے بیعت کرکے داخلِ احمدیت ہوگئے۔

کھاریاں کی مضافاتی جماعتیں

کھاریاں۔دھوریہ۔چک سکندر۔مرزا طاہر۔خونن۔ڈھومیانہ چک۔ڈنگہ۔بھلیسر والا سرائے عالمگیر۔بالانی۔نصیرہ۔نورنگ۔ڈھل کیہڑتی روچک۔بزرگ وال۔پنجن۔بوریوالی۔کھاریاں کینٹ

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے

کھاریاں کینٹ میں ایک احمدی بزرگ کسی ادارہ میں چوکیدار کے طور پر ملازم تھے۔انکی فیملی بھی ان کے ہی ساتھ سرونٹ کوارٹرز میں رہائش پزیر تھی۔ کسی فوجی جوان نے ان کے اہل خانہ کے ساتھ چند ایک بار بدتمیزی کی۔اسے منع کیا گیا لیکن اسے کوئی اثر نہ ہوا۔مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔یہ بزرگ بڑے پریشان ہوگئے۔ایک دن وہ میرے پاس آئے اور اپنی ساری داستان بتائی۔

ان ایّام میں کھاریاں کینٹ میں اسٹیشن کمانڈر مکرّم کرنل نذیر احمد صاحب تھے۔جو بفضلہٖ تعالیٰ ایک بہت ہی مخلص اور نڈر احمدی آفیسر تھے۔یہ موصوف مکرّم بشیر احمد رفیق صاحب سابق امام مسجد لندن کے بھائی تھے۔مکرّم کرنل صاحب کا بنگلہ اس چوکیدار کے گھر سے تھوڑے ہی فاصلہ پر تھا۔

میں اس کو ساتھ لے کر کرنل صاحب کے بنگلہ پر چلا گیا۔مکرّم کرنل صاحب بڑے ہی خلیق اور مہمان نواز شخص تھے۔مل کر بہت خوش ہوئے۔علیک سلیک کے بعد میں نے اپنی آمد کا مدّعا بیان کیا۔کرنل صاحب نے کہا۔یہ خود کیوں میرے پاس نہیں آئے؟باباجی کہنے لگے۔ جناب میرے اور آپ کے مراتب میں بہت فرق ہے اس لئے ہمت نہیں ہوئی۔کرنل صاحب نے کہا۔بھئی ہمارا دنیاوی مراتب کے علاوہ ایک اور بھی بہت ہی بڑا اور گہرا رشتہ ہے۔ہمارا احمدیت کا رشتہ سب رشتوں سے بڑھ کر ہے۔آئندہ کوئی مشکل ہو تو فوری طور پر بِلا خوف وخطر میرے گھر آجائیں۔ یاد رکھیں۔یہ ایک احمدی کا گھر ہے جو آپ کا بھی گھر ہے۔مکرم کرنل صاحب نے اسی وقت کسی دوسرے افسر کو فون کرکے بتایا۔کہ تمہارے محکمہ کے فلاں شخص نے ایک بزرگ کے ساتھ ایسی حرکت کی ہے۔یہ جان لو۔کہ تمہارے آدمی نے اس چوکیدار کے ساتھ ایسی حرکت نہیں کی۔بلکہ میرے ساتھ کی ہے۔اس لئے اسے سمجھالیں ورنہ نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔اس کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ وہ مشکل حل ہوگئی۔

یحییٰ خان سابق صدر پاکستان

تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

ایک دفعہ کھاریاں کے خدّام اور اطفال نے پکنک پر جانے کا پروگرام بنایا۔کھاریاں شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جی ٹی روڈ کے کنارے پر ہی جنگل نما پہاڑی علاقہ ہے جسے بنی بنگلہ کہتے ہیں۔

جب ہم بنی بنگلہ کے حدود میں پہنچے تھوڑی دور آگے گئے تو ہمیں چند فوجی جوان نظر آئے۔جنہوں نے ہمیں بتایا کہ آپ اس طرف آگے نہیں جاسکتے۔ادھر جانا منع ہے۔آپ لوگ دوسری جانب جاکر پکنک کرلیں۔ہم حسبِ ارشاد ایک دوسری طرف ایک مناسب جگہ منتخب کرکے بیٹھ گئے۔وہیں ہم نے کچھ سیر سپاٹا کیا۔خدّام واطفال کے مابین مختلف علمی اور جسمانی مقابلہ جات ہوئے جن میں انہوں نے بڑے شوق سے حصہ لیا۔

دراصل اس مقام پر ایک خاصا بڑا مکان ہے۔جو وسیع وعریض جنگل کے اندر واقع ہے۔جسے بنگلہ کہتے ہیں۔اسی وجہ سے اس کو بنی بنگلہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

وہاں جاکر علم ہوا کہ اس بنگلہ میں ایک زمانہ میں مملکتِ خداداد پاکستان کے سیاہ وسفید کے مالک ، سابق صدر و چیف مارشل لاء پاکستان جنرل یحیی خان صاحب نظر بند ہیں۔اس بنگلہ میں ان کے ہمراہ صرف ان کا ایک مونس وغمخوار اور چہیتا کتا ہے۔

وہ شخص کل تلک جس کے ارد گرد ان گنت حاشیہ نشین،شب وروز اس کی پلک کے ایک اشارہ کے منتظر رہتے تھے۔اب وہ کس کسمپرسی کی حالت میں اپنی زندگی کی گھڑیاں گن رہا تھا۔یہاں ہر طرف ھُو کا عالم تھا۔پتوں کی سرسراہٹ،جنگلی جانوروں کی آوازوں کے علاوہ دور جی ٹی روڈ پر فراٹے بھرتی گاڑیوں کے شور کی بازگشت ہی سنائی دے سکتی تھی۔انسان کمزور ہے،دوسروں کے عبرتناک انجام سے سبق حاصل نہیں کرتا۔ بلکہ دوسروں کے لئے خود عبرت کا درس بننا چاہتا ہے۔فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْاَبْصَارُ

ایک نقطہ نے محرم سے مجرم کردیا

ایک دفعہ کاذکر ہے،ڈنگہ کے مضافات میں بھلیسر والا جماعت کے دورہ پر گیا۔یہاں پر ایک ہی خاندان کے چند مخلص گھرانے ہیں۔یہاں چوہدری فیض احمد صاحب ہوا کرتے تھے۔جن کے اپنے علاقہ کے معززین سے بہت اچھے مراسم تھے۔جن کی وساطت سے میری بھی ایسے لوگوں سے ملاقات رہتی تھی۔اب اس خاندان کے بیشتر احباب بیرونِ پاکستان ہیں۔

''بھلیسر والا'' سے واپسی پر مَیں ٹرین کے انتظار میں ڈنگہ ریلوے اسٹیشن پر محوِ انتظار تھا۔میرے قریب ہی ایک دوست تشریف فرما تھے۔میں نے وقت گزاری کے لئے ان کے ساتھ گپ شپ لگانی شروع کردی۔انہوں نے بتایا کہ وہ ڈنگہ کے ہی رہنے والے ہیں۔میں نے انہیں پوچھا کہ اس شہر کا نام ڈنگہ رکھنے کا پسِ منظر کیا ہے۔بظاہر تو یہ ایک عجیب سا نام لگتا ہے۔

انہوں نے ایک بڑی ہی گہری اور حکیمانہ بات بتائی۔انہوں نے ایک جانب ایک پرانی اور بوسیدہ سی عمارت کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ آپ وہ عمارت دیکھ رہے ہیں۔میں نے کہا۔جی ہاں. کھنڈر بتاتے ہیں عمارت حسین تھی۔

کہنے لگے کسی زمانہ میں یہ ایک بہت ہی مشہور دینی اور علمی درسگاہ تھی۔اس نسبت سے اس شہر کا نام دین گاہ تھا۔بعدازاں جب انگریز راج آیا۔انگلش حروف تہجی کی آمد پر اردو حروف معدوم ہوکر پسِ پردہ جانے لگے۔اس جنگ وجدل میں بہت سے الفاظ اپنی معنوی شناخت سے محروم ہوگئے۔جب دین گاہ کو انگلش میں لکھنا شروع کیا دال کا متبادل انگریزوں کے پاس ڈی ہی تھا۔جس کی وجہ سے انہوں نے اسے ڈنگہ بنادیا۔ایک نقطے نے محرم سے مجرم بنادیا۔

لعل دین سے لال دین تک

ہمارے معاشرہ میں ہم اپنی لاعلمی کے باعث ناموں کا اس قدر حلیہ بگاڑ دیتے ہیں کہ ان کے معانی میں زمین وآسمان کا فرق پڑجاتا ہے۔ایک دلچسپ واقعہ پیشِ خدمت ہے۔

کہتے ہیں۔روایت بر گردن راوی۔افریقہ میں ہمارے ایک بزرگ دوست جن کا نام قمر تھا۔انہوں نے ایک دفعہ کسی دوسرے شہر میں ڈاکٹر لعل دین صاحب نامی دوست کو خط لکھا۔قمر صاحب نے اس خط میں انہیں ''لعل دین'' صاحب کی بجائے ''لال دین'' لکھ دیا۔ جب یہ خط ڈاکٹر صاحب کو ملا تو انہوں نے جواب میں قمر صاحب کو خط لکھا۔جس میں ''قمر'' کی بجائے '' کمر'' لکھا۔جب یہ خط قمر صاحب کو ملا تو وہ سخت نالاں ہوئے اور ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا کہ آپ اتنے پڑھے لکھے آدمی ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ قمر ''قاف'' سے ہوتا ہے ''ک'' سے نہیں ہوتا۔اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے انہیں لکھا کہ آپ بھی خاصے تعلیم یافتہ ہیں لیکن آپ کو بھی تو یہ معلوم نہیں ہے کہ لعل ''ع'' سے لکھا جاتا ہے ''الف'' سے نہیں۔

جب ڈاکو فرشتہ بن گئے

ڈنگہ کے قریب ایک قصبہ ''جوڑا کرنانہ'' ہے۔یہاں پورے علاقہ میں ایک احمدی بشیر احمد صاحب رہتے تھے۔ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔مزدور پیشہ تھے۔جس سے زندگی کے دن گزر رہے تھے۔ان کے کچھ عزیز تو تھے۔لیکن وہ غیر احمدی تھے۔بشیر صاحب بیمار ہوئے۔عزیزوں نے دیکھ بھال کی مگر وقت آچکا تھا۔اللہ کو پیارے ہوگئے۔اب تجہیز وتکفین کا وقت تھا۔گاؤں کے امام صاحب نے کہہ دیا چونکہ یہ شخص ''کافر'' تھا۔اس لئے اسکی تجہیز وتکفین ہم نہیں کریں گے اور نہ ہی اس کی تدفین ہمارے قبرستان میں ہوسکتی ہے۔اب بشیر صاحب کے عزیز سخت اذیّت کی حالت میں تھے۔اب بشیر صاحب کی میّت پڑی ہے۔سارا گاؤں تماش بینی کے لئے موجود ہے۔دوسری جانب چند ایک ایسے لوگ بھی ہیں جو شریف النّفس ہیں لیکن ان کی شرافت گونگی ہے،باوجود کچھ کہنے کے بھی زبان نہیں کھول سکتے۔ماحول میں سخت بے چینی ہے،اب کیا ہوگا۔کیا اس بے چارے کو جانور کھا جائیں گے۔اتنے میں اچانک ایک جانب سے کچھ بندوق بردار سوار آگئے۔وہ کسی کام کی غرض سے ادھر سے گزر رہے تھے۔انہوں نے جب بہت سارے لوگوں کو قبرستان کے قریب کھڑے دیکھا۔انہوں نے لوگوں سے پوچھا،بھئی کیا معاملہ ہے۔انہیں بتایا گیا کہ یہ قادیانی تھا۔فوت ہوگیا ہے اس کی تدفین کا مسئلہ ہے۔اس پر اس گروپ کے سردار نے مولوی کو بلاکر کہا۔جو بھی وہ تھا۔وہ انسان تو تھا۔ابھی اس کی قبر کھدواؤ اور اس کی تدفین کرو،ورنہ اس بندوق سے میں تمہارا کام تمام کرتا ہوں۔اس پر بلا چوں وچراں بشیر صاحب کے عزیزوں اور گاؤں والوں نے ان کی تدفین کردی۔

بعدازاں ہمیں اس واقعہ کی اطلاع ملی جس پر قریبی جماعتوں نے ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

مرسلہ: ایس۔اے۔اے شاہ

یاد رفتگاں

مکرمہ شاہینہ انور صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ شاہینہ انور صاحبہ بعمر 60 سال مؤرخہ 6اکتوبر 2019ء کو ہم سب کو سوگوار چھوڑ کر خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔ آپ مکرم جمال یوسف صاحب کی بیٹی اور مکرم سیٹھ سعید یوسف ابن مکرم سیٹھ ابوبکر صاحب آف جدہ (عرب صاحب) کی پوتی تھیں۔ آپ کے والد صاحب حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ کے نواسے تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ سیدہ زرینہ جمال صاحبہ محترم سید کرم شاہ صاحب راہوالی کی صاحبزادی تھیں۔ مکرم ومحترم کمال یوسف صاحب (واقف زندگی) آپ کے والد صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں جن کو ایک لمبا عرصہ سکینڈ ینیوین ممالک میں خدمت دین کی توفیق ملتی رہی اور آجکل وہیں رہائش پذیر ہیں۔

شادی

ہماری شادی 5مارچ 1981ء کو ہوئی۔ بارات چک عبدالخالق (دینہ) ضلع جہلم سے ربوہ گئی۔ گاؤں میں ہمارا ایک ہی احمدی گھرانہ ہے۔ خاکسار کے دادا جان مکرم سید سردار شاہ صاحب نے 1912ء میں بیعت کر کے جماعت میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔ جب ہماری شادی ہوئی تھی اس وقت گھر کا صحن اور کمرے کچے تھے لیکن کبھی آپ کی زبان پر شکوہ نہیں آیا۔

خاکسار ان دنوں ملازمت کے سلسلہ میں شیدو، ضلع پشاور میں مقیم تھا۔ شادی کے چند ماہ بعد عاجز کی والدہ محترمہ نے کہا کہ تم نے ساری عمر ملازمت کرنی ہے، لہٰذا بیگم کو ساتھ لے جاؤ اور اپنی نئی زندگی شروع کرو۔ مجھے اس علاقہ میں آئے ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا۔ ابھی چند لوگوں کے علاوہ کسی سے تعارف اور تعلق نہ تھا۔ علاقے میں مخالفت بھی تھی اور ہمارا اکیلا احمدی گھرانہ تھا۔ اس وجہ سے فیملی کو بھی فکر رہتی تھی۔ چند ماہ بعد جب اہلیہ کے ساتھ مجھے سسرال جانے کا موقع ملا تو میری خوش دامن صاحبہ نے کہا کہ اگر وہاں کسی کو آپ کے احمدی ہونے کا پتہ چل جائے اور احمدیت کی مخالفت کے نتیجہ میں میری بیٹی کو جان سے ہاتھ دھونا پڑیں تو بھی مجھے قطعاً کوئی ملال نہ ہوگا۔ ان کے اس فقرے نے ہمیں بہت حوصلہ دیا۔

بیٹے کی پیدائش سے قبل خواب

1982ء میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلی بیٹی سے اور 1985ء میں بیٹے سے نوازا۔ بیٹے کی پیدائش سے قبل اہلیہ نے خواب میں دیکھا کہ لیفٹیننٹ جنرل فضل حق، گورنر صوبہ سرحد کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کے بیٹے ہیں۔ اہلیہ محترمہ نے ''فضل حق'' نام سے تعبیر لیتے ہوئے فیصلہ کیا کہ بیٹے کو وقف کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس خواہش کو پورا فرمایا اور اپنا فضل فرماتے ہوئے بیٹے کو وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ عزیزم نے 2010ء سے بطور مربی سلسلہ میدان عمل میں قدم رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وقف قبول فرمائے۔

غیرت الٰہی کا ایک واقعہ

1991ء میں خاکسار کا تبادلہ راولپنڈی ہوگیا اور کرایہ کی رہائش ''ندیم کالونی'' میں اختیار کی۔ ہمارے گھر سے چند گھر کے فاصلے پر ایک قاری صاحب تھے جو محلے کے بچوں کو قرآن مجید قواعد کے ساتھ پڑھاتے تھے۔ مرحومہ شاہینہ انور صاحبہ نے قاری صاحب کی اہلیہ سے خواہش ظاہر کی کہ ہمارے بچوں کو بھی قرآن پڑھادیں تو جواب ملا کہ آپ تو قادیانی ہیں اور آپ کا قرآن اور ہے۔ اس پر مرحومہ نے قاری صاحب سے ان کی اہلیہ کی موجودگی میں بات کی اور بتایا کہ ہمارا قرآن الگ نہیں ہے۔ مگر قاری صاحب مصر رہے۔ مرحومہ نے نہایت درد دل سے کہا کہ اگر میں اس معاملہ میں جھوٹ بول رہی ہوں تو خدا تعالیٰ مجھے آپ کے گھر کے سامنے سڑک پر موت دے دے۔ اگر آپ جھوٹ بول رہے ہیں تو خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ یہی سلوک کرے۔ اس بات کو ہفتہ عشرہ گزرا تھا کہ قاری صاحب نے جو سرکاری زمین پر قبضہ کر کے مدرسہ وغیرہ بنا رکھا تھا، حکومت نے وہ زمین واگزار کرواکے وہاں کالج کی بنیاد رکھ دی۔ اس واقعہ کے کچھ دن بعد ہی موصوف کو ہارٹ اٹیک آیا اور وہ آناً فاناً اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

لجنہ اماء اللہ میں خدمات

راولپنڈی آنے کے بعد مرحومہ کو لجنہ اماء اللہ میں خدمت کے مواقع ملنے لگے۔ آپ کو کچھ سال بطور جنرل سیکرٹری اور بعدہ صدر لجنہ اماء اللہ راولپنڈی شہر خدمت کی توفیق ملی۔ اس سارے عرصے میں انتھک محنت کر کے لجنہ کی تنظیم کو فعال کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ مرحومہ بھرپور کوشش کرتی تھیں کہ مرکزی میٹنگ، مجالس شوریٰ کی کارروائی اور دیگر تحریکات اور مرکزی پیغامات کو ایک ایک ممبر لجنہ تک پہنچایا جائے۔ علمی مقابلہ جات، ورزشی مقابلہ جات، خدمت خلق، سالانہ نمائش، کلو جمیعاً، ریفریشر کورسز، مرکزی امتحانات، مرکز سے مستقل رابطہ، ماہانہ رپورٹس کی تیاری اور بہت سے متعلقہ امور کے لئے مجلس عاملہ کی بھرپور شرکت کے ساتھ تیاری کی جاتی۔ ممبرات عاملہ کی تربیت اور حوصلہ افزائی کا خاص وصف تھا۔ جس حلقہ میں جانا ہوتا وہاں کی صدر لجنہ کو خاص طور پر اہمیت دی جاتی تا ممبرات کو اپنی صدر صاحبہ کی اہمیت اور مقام کا ادراک ہو۔ کسی سے کبھی بغض وعداوت نہ رکھا۔ اگر خلاف قواعد کوئی بات نظر آتی تو اس کا متعلقہ عہدیدار سے پورے خلوص سے ذکر کر کے سمجھاتیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تقریر کرنے کا ملکہ بھی خوب عطا فرمایا ہوا تھا۔ جب بھی کسی موضوع پر تقریر تیار کی اس کو اپنے پاس محفوظ رکھا۔ اس طرح بہت موٹی موٹی تین فائلیں تیار ہو چکی تھیں۔ خاکسار کو اکثر کہا کرتی تھیں کہ میں لکھی ہوئی تقریر شروع تو کرتی ہوں مگر پھر میں اپنے خطابت کے بہاؤ میں جو تقریر کرتی ہوں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے لکھی ہوئی تقریر سے بہت بڑھ کر ہوتی ہے۔

خلافت سے عشق اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کا احترام

خلافت احمدیہ اور خلیفہ وقت سے عقیدت و احترام آپ کے رگ و پے میں سمایا ہوا تھا۔ مکرمہ ومحترمہ حضرت سیدہ ام وسیم صاحبہ آپ کے والد صاحب کی پھوپھی تھیں۔ بتایا کرتی تھیں کہ میری والدہ کی ڈولی حضرت سیدہ ام وسیم صاحبہ کے ہاں اتری تھی۔ اس طرح یہ جوڑا کئی ماہ تک حضرت مصلح موعودؓ کی شفقتوں اور نوازشوں سے مستفیض ہوا تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب جب بھی راولپنڈی تشریف لاتے تو بیت الذکر میں ہونے والی ملاقات کے علاوہ امیر صاحب سے خاص طور پر پروگرام میں اپنی بھتیجی کے ہاں جانے کا وقت بھی طے کرواتے۔

خلافت خامسہ کے انتخاب سے قبل خواب میں ایک تصویر دیکھی جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اوائل جوانی کی تصویر تھی۔ انتخاب خلافت کے بعد ایک روز ایم ٹی اے پر ایک پروگرام کے دوران میں حضور انور ایدہ اللہ کی وہی تصویر دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ مرحومہ گھر میں اکثر خلفائے کرام کے واقعات بیان کیا کرتی تھیں۔ بچوں کو سناتی رہتی اور خلافت کے ساتھ محبت کے تذکروں کو زندہ رکھتیں۔

اپنے دور صدارت میں کئی دفعہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ کو راولپنڈی خاص طور پر مدعو کیا۔ مجلس عاملہ لجنہ کے علاوہ ممبرات اور ناصرات کی ملاقاتیں ان سے کروائیں۔ حضرت صاحبزادی بی بی امۃ الرشید صاحبہ آپ سے بہت شفقت کا سلوک کرتیں اور اعتماد کا اظہار فرمایا کرتی تھیں۔ حضرت بی بی صاحبہ ایک دفعہ امریکہ جاتے ہوئے ایک بچی، جسے انہوں نے گود لے رکھا تھا، مرحومہ کے پاس چند ماہ لئے چھوڑ کر گئیں۔

نماز باجماعت کا شوق

آپ کو نماز باجماعت کا بہت شوق تھا۔میٹنگز اور دیگر اجلاسات کے موقع پر گھر پر خاص طور پر نماز باجماعت کا اہتمام کرتیں۔گھر پر جو مہمان موجود ہوتے سب کو نماز باجماعت میں پورے اہتمام سے شامل کرواتی تھیں۔عام طور پر انہیں سردی بہت زیادہ لگا کرتی تھی اس لئے اپریل میں بھی گرم لباس پہنتی تھیں۔خاکسار کو بتایا کرتی تھیں کہ جب میں نماز شروع کرتی ہوں تو میرے جسم میں حدت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے اس لئے پنکھا چلا دو۔اسی طرح التحیات کے بارے میں کہا کرتی تھیں کہ میں سوچتی ہوں کہ آج کیا تحفہ ہے جو میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر رہی ہوں اور شرمندہ ہو جاتی ہوں۔جب ہم گھر میں نماز باجماعت ادا کرتے تو ہمیشہ ان کو یہ گلہ رہا کہ آپ نے اتنی جلدی سلام پھیر دیا میں تو ابھی تشہد پڑھ رہی تھی۔

آمد مبارک برمکان شاہینہ انور

مرحومہ شاہینہ صاحبہ کو ڈائری لکھنے کا شوق تھا۔آپ کی ڈائری کے ایک صفحہ پر ''آمد مبارک برمکان شاہینہ انور'' کے تحت ایک یادگار ملاقات کا تذکرہ لکھا ہوا ہے۔ہوا یوں کہ ہمارے پیارے امام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں بطور ناظر اعلیٰ اپنی مصروفیات کے سلسلہ میں راولپنڈی دورہ پر تشریف لائے ہوئے تھے۔حضرت آپا جان بھی آپ کے ہمراہ تھیں۔24اپریل 2002ء کوحضرت آپا جان ہمارے گھر تشریف لائیں اور کمال شفقت فرماتے ہوئے غریب خانہ کو رونق بخشی۔حضرت آپاجان مدظلہ نے اپنے ایک وعدہ کو کمال محبت سے پورا کرتے ہوئے مرحومہ کی دعوت کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا اور دن کا بڑا حصہ ہمارے گھر میں قیام فرمایا۔خاکسار ان دنوں دفتری کام کے سلسلہ میں کراچی گیا ہوا تھا۔مرحومہ شاہینہ نے مجھے فون کر کے اپنی اس خوش بختی کی اطلاع دی۔اس دن ان کی خوشی انتہا کو چھو رہی تھی۔

تبلیغ کا شوق

وقف یوم اور وقف عارضی کا ہر ماہ اہتمام کرتی تھیں۔محلہ کی تمام خواتین سے بہت احسن دوستانہ تعلقات رکھے ہوئے تھے۔ہر ایک اختلافی مسئلہ پر ہر پہلو سے مکمل عقلی و نقلی دلائل بار ہا کسی نہ کسی بہانہ سے بتانے کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھیں۔ایک دفعہ محلہ کی ایک عورت نے کہا کہ شاہینہ! اب بس بھی کرو۔اس کا مطلب تھا کہ کیوں ہمیں بار بار تبلیغ کر کے تنگ کرتی ہو۔تو آپ نے جواباً کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تم کل کو یہ گواہی دو کہ میں نے آپ کو جماعت کا موقف بتا دیا تھا۔اس پر اس خاتون نے تکبر سے کہا کہ ہم قیامت کو کے دن گواہی دیں گی کہ تم نے اپنے کفر کی تبلیغ ہم سب کو کر دی تھی۔اس پر مرحومہ نے کہا کہ بس میں یہی چاہتی ہوں۔

قرآن مجید سے عشق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تحریک پر قرآن کریم کو تجوید سے پڑھنے کے لئے قواعد سیکھے اور پھر اس نعمت کو عام کرنے میں بہت محنت سے کام کیا۔بلا مبالغہ آپ نے ہزاروں کی تعداد میں قواعد تجوید کی کاپیاں اپنے خرچ پر، پورے ضلع میں جہاں جہاں قرآن کلاس کا اہتمام کیا گیا تھا، لجنہ اماء اللہ میں تقسیم کروائیں۔بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی اس قدر لگن تھی کہ پڑھنے والے کی سہولت کے مطابق اسے وقت دینے کی حامی بھر لیا کرتیں۔آپ نے بیسیوں بچوں کو مکمل قرآن تجوید کے قواعد کے ساتھ پڑھایا۔قرآن مکمل ہونے پر اپنے شاگردوں سے بڑی لجاجت سے درخواست کرتی تھیں کہ جب میں مر جاؤں تو میری مغفرت کی دعا ضرور کرنا۔ذاتی طور پر ہر روز قریباً چھ پارے تلاوت کرتی تھیں۔سورۃ البقرہ کے علاوہ کچھ سورتوں کی روزانہ تلاوت کرتیں۔پھر روز کا سبق لگ بھگ تین پارے پڑھتی تھیں۔یہ طریق آخری وقت تک جاری رہا صرف آخری چند ماہ میں نقاہت کے باعث روزانہ دو یا تین پارے پڑھ سکتی تھیں۔وفات سے ایک سال قبل صدر لجنہ ضلع کی طرف سے آپ کو اضافی ڈیوٹی سونپی گئی جس میں ضلع کی تمام لجنہ کو ترجمہ قرآن کریم سکھانے کی منصوبہ بندی اور تکمیل کا کام آپ کے ذمہ لگایا گیا تھا۔

بیماری اور وفات

آپ کا ماہ فروری 2019ء میں کینسر کے مختلف ٹسٹ کے بعد ماہ اپریل میں بڑی آنت کا آپریشن ہوا جو اس لحاظ سے بہت بہتر ہوا کہ مستقل درد سے نجات مل گئی۔مگر ماہ جون میں پھیپھڑوں میں کینسر تشخیص کیا گیا اور اس طرح اپنی عمر کے ساٹھویں سال میں مورخہ 6 اکتوبر 2019ء کو کتاب زندگی کو بند کر کے راہی ملک عدم ہو گئیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔تدفین اگلے دن بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔اپنی بیماری سے متعلق شروع دن سے آگاہ تھیں۔آپ نے بڑے صبر اور برداشت کے ساتھ اپنے خدا سے فضل و رحم کی امید رکھتے ہوئے یہ وقت گزارا۔خاکسار کو بتایا کہ آج کل میں بہت زیادہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ'' پڑھتی رہتی ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل اور مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے مرحومہ کو اپنی اعلیٰ جنتوں کا وارث بنائے اور درجات کو بلند فرماتا چلا جائے۔آمین۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔اسے قتل نہیں کرنا۔

(بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب اذا عرض الذمی اوغیرہ بسب النبی حدیث نمبر 6926)

ایک سبق یہ بھی دے دیا کہ میری شفقت صرف اپنوں پر نہیں، غیروں پر بھی ہے۔جو مجھ پر ظلم کرنے والے ہیں ان پر بھی ہے۔سزا صرف ایسے جرموں کی دینا ضروری ہے جن پر حدود قائم ہوتی ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سزا مقرر کی ہوئی ہے، جن کا قرآنِ کریم میں واضح حکم دیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے جن کے بارے میں آپ کو بتایا ہے۔

پھر آپ اور آپ کے صحابہ کو ایک یہودیہ نے گوشت میں زہر ملا کر کھلانے کی کوشش کی اور اقبالِ جرم کرنے کے باوجود آپ نے اسے معاف فرما دیا۔صحابہ کو غصہ تھا، انہوں نے پوچھا بھی کہ اس کو قتل کر دیں، آپ نے فرمایا نہیں، بالکل نہیں۔

(بخاری کتاب الھبۃ باب قبول الھدیۃ من المشرکین۔حدیث 2617)

یہ ایک لمبی روایت ہے۔وحشی کہتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کو جنگِ اُحد میں شہید کرنے کے بعد میں مکہ میں واپس آ گیا۔اس نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا اور یہیں اپنی زندگی کے دن گزارتا رہا، یہاں تک کہ مکہ میں ہر طرف اسلام پھیل گیا۔پھر میں طائف چلا گیا۔طائف والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے سفیر بھیجے اور مجھے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفیروں سے انتقام نہیں لیتے۔چنانچہ مَیں بھی طائف والوں کے سفیروں کے ساتھ ہو لیا۔یہاں تک کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو دریافت کیا۔کیا تم وحشی ہو؟ مَیں نے کہا جی، مَیں وحشی ہوں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔تم نے ہی حمزہؓ کو قتل کیا تھا؟ وحشی کہتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی۔جیسے آپؐ نے سنا ہے ایسا ہی معاملہ ہے۔یہ کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری خطائیں معاف کرتے ہوئے مجھے کہا کہ کیا تمہارے لئے ممکن ہے کہ تم میرے سامنے نہ آیا کرو؟ وحشی کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد مَیں مدینہ سے چلا آیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزۃ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ حدیث نمبر 4072)

(خطبہ جمعہ 14/ جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

سالانہ تقریب تقسیم انعامات واسناد و کارگزاری جامعہ احمدیہ تنزانیہ

رپورٹ: ڈاکٹر فضل الرحمان، تنزانیہ

جامعہ وہ عظیم درس گاہ ہے جس کی بنیاد خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے رکھی۔ اس درس گاہ کا مقصد سنتِ ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کی پیروی کرتے ہوئے ایسے علماء مہیا کرنا ہے جو خدا کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ اور جہاں ارشاد ہو اصحابِ صفہ کی طرح دھونی رما کر بیٹھ جائیں، خلیفۃ المسیح کے اقوال و نصائح ان کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ اور حضرت عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت برہان الدین صاحب جہلمیؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جماعت کے لیے مفید وجود اور حضرت خلیفۃ المسیح کے دست و بازو بن سکیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو اپنا تعلیمی سال جنوری 2020 تا دسمبر 2020ء مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

اس وقت جامعہ احمدیہ تنزانیہ میں 61 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ امسال چار سالہ تعلیمی نصاب مکمل کرنے کے بعد فارغ التحصیل ہو کر میدانِ عمل میں جانے کیلئے تیار طلباء کی تعداد 9 ہے۔ جن میں تنزانیہ کے ساتھ ساتھ ہمسایہ ممالک ملاوی، کینیا اور کانگو کے طلباء بھی شامل تھے۔ جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

1. SALIM KAPHUNZA NGOME
2. SHUKURU SULEIMAN MAGANA
3. MUHAMMADMURABU NYAMAWI
4. HASHIM AHMADI MTENJE
5. RASHIDI MEJA MAGANGA
6. IBRAHIM ALLY
7. RAJAB IBRAHIM AHMAD
8. SHABANI YUNUS WITIKA
9. SHUA'AIB ISSA YUSUF

اس کے علاوہ اس سال بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے 2 طلباء کو جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے لئے منتخب کیا گیا۔ فی الحال یہ طلباء مخصوص حالات کی وجہ سے اپنی تعلیم کا سلسلہ آن لائن جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس طرح گزشتہ سالوں کو ملا کر اب تک تنزانیہ سے 15 طلباء جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا میں تعلیم کی غرض سے بھجوائے جاچکے ہیں۔ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کی زیرِ نگرانی ''حفظ کلاس'' بھی باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔

جامعہ کی تدریس کے ساتھ ساتھ طلباء کو دیگر غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینے کی عادت ڈالی جاتی ہے۔ جماعتی روایات کے مطابق وقار عمل جامعہ کے روزمرہ معمولات کا ایک لازمی جزو ہے۔ اس کے ذریعہ نہ صرف جسمانی محنت اور اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے بلکہ ہر ممکنہ طریق سے اپنے دجود کو جماعت کی خدمت میں لگانے کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے۔ امسال ہونے والے وقارعمل کی تعداد 90 ہے جس کے ذریعہ 4 ملین شلنگ سے زائد رقم کی بچت کی گئی۔

انفاق فی سبیل اللہ کے تحت طلباء جامعہ میں چندہ جات کی ادائیگی کی عادت پیدا کی جاتی ہے۔ امسال مختلف مدات میں طلباء کو 20 ملین شلنگ سے زائد کی قربانی کی توفیق ملی۔ الحمد اللہ۔

کورونا وبا کے باعث حکومتی ہدایات کے پیشِ نظر جامعہ میں کچھ عرصہ تعطیلات کی گئیں۔ اس دوران طلباء جامعہ نے اپنی مدد آپ کے تحت جامعہ کے احاطہ میں ہی مختلف اجناس اگائیں جن سے کسی حد تک میس کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

دورانِ سال 13 تبلیغ ڈے منائے گئے جن میں موروگورو شہر اور اردگرد کے علاقوں میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ SabaSaba گراؤنڈ میں لگنے والے اتوار بازار کے دوران 7 بک سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ اسی طرح مسلسل 8 دن تک جاری رہنے والے ملکی صنعتی و زرعی میلہ (NaneNane) پر بھی امسال جامعہ کو سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ اس موقع پر ایک ہزار سے زائد کتب سلسلہ فروخت ہوئیں اور تقریباً 4 ہزار پمفلٹس تقسیم کیے گئے۔ ان تمام سرگرمیوں میں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے 2 ملین سے زائد مالیت کا جماعتی لٹریچر فروخت ہوا اور 47 ہزار سے زائد افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

تبلیغ کے حوالہ سے ایک مجلس سوال و جواب کا بھی انعقاد کیا گیا۔ نیز امسال دسمبر کی چھٹیوں میں 16 طلبہ نے وقف عارضی کی سعادت پائی۔ ان کی کاوشوں کے سبب 7 بیعتیں بھی حاصل ہوئیں جنہیں متعلقہ جماعتوں کے ساتھ منسلک کروایا گیا۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنے قرب وجوار میں بھی خدمت خلق کی توفیق پاتا ہے۔ امسال عید الفطر پر 100 گھرانوں میں عید گفٹس کی تقسیم کی توفیق ملی۔ ان گھرانوں میں بیوگان، یتامیٰ اور ضرورتمند افراد کو مدنظر رکھا گیا۔ نیز عید الاضحیٰ پر بھی قربانی کے گوشت کا تحفہ مستحقین اور علاقہ مکینوں میں تقسیم کیا گیا۔ ان پروگراموں کی خبر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں بھی نشر ہوئی۔ سولر واٹر پراجیکٹ کے ذریعہ روزانہ جامعہ احاطہ کے قریب کے علاقہ سے اوسطاً 75 سے 100 گھرانے صاف پانی کی سہولت سے مفت فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر تربیتی کلاسز کا انعقاد کروایا جاتا رہا اور تقریباً 100افراد کو مختلف دینی امور سے متعلق آگاہی دی گئی۔

دوران سال مختلف مواقع پر اساتذہ و طلباء جامعہ کی سیر و تفریح کا بھی اہتمام کیا جاتا رہا۔ موروگورو شہر سے کچھ فاصلہ پر ایک پُرفضا مقام The Highlands میں پکنگ منائی گئی جن میں سے ایک پکنک میں مدعو کرنے پر مکرم امیر صاحب اور دیگر تمام مبلغین کرام نے شامل ہو کر حوصلہ افزائی کی۔ اس کے علاوہ NGUZO CAMP SITE اور DAKAWA کے مقامات پر سٹاف جامعہ کی پکنک کا اہتمام بھی کیا گیا۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ کے ٹائم ٹیبل میں روزانہ کھیل اور جسمانی ورزش بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کو مختلف گروپس میں تقسیم کر کے ان کے مابین ورزشی مقابلہ جات کروائے جاتے ہیں۔ امسال سالانہ ورزشی مقابلہ جات مؤرخہ 23 اور 24 ستمبر 2020ء کو منعقد ہوئے۔ کھیل کے علاوہ طلبہ میں علمی ذوق پیدا کرنے کے لیے علمی مقابلہ جات بھی کروائے جاتے ہیں۔ جامعہ احمدیہ سے ملحقہ ''مسجد مسرور'' میں سینئر طلباء کو نمازوں کی امامت کرانے اور دروس دینے کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔ نیز انتظامی کاموں کی عملی ٹریننگ کیلئے بھی طلباء کو ہوسٹل اور میس کی مختلف ذمہ داریاں تفویض کی جاتی ہیں۔ طلباء کا تربیتی معیار بڑھانے کیلئے نماز باجماعت کے ساتھ ساتھ انفرادی تہجد پڑھنے، خطبات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز باقاعدگی سے سننے اور دعائیہ خطوط لکھنے کی طرف خاص یاددہانی کروائی جاتی ہے۔ نیز مختلف اوقات میں تربیتی و تعلیمی لیکچر، ٹیوٹوریل سیشن اور جلسوں کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے۔ امسال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت پر طلباء جامعہ کو جادو، ٹونے اور تعویذ گنڈوں کی حقیقیت کے عنوان پر باقاعدہ لیکچر دیئے گئے اور اس حوالہ سے سوال و جواب کی نشستیں بھی رکھی گئیں۔ دوران سال جلسہ سیرت النبی ﷺ، جلسہ یوم مصلح موعودؓ اور جلسہ یوم خلافت منعقد ہوئے۔

اساتذہ جامعہ اپنے فرائض کے ساتھ ساتھ جماعتی سطح پر بھی محترم امیر صاحب اور مرکز کی طرف سے مفوضہ امور کی بجا آوری کی بھی سعادت پاتے ہیں۔ امسال مکرم امیر صاحب کی ہدایت پر رمضان المبارک کے دوران آن لائن دروس کی نگرانی کی توفیق ملی۔ ملک بھر سے مبلغین کرام نے اپنے اپنے مفوضہ عناوین پر دروس ریکارڈ کر کے بھجوائے جنہیں جامعہ نے سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارمز پر شیئر کیا۔ نیز کورونا وائرس کی ہیومیوپیتھی ادویات کی ملک کے مختلف ریجنز میں ترسیل کی ذمہ داری بھی جامعہ کو سونپی گئی۔ امسال مبلغین کرام کی میٹنگ کے موقع پر جامعہ کو مہمان نوازی کا اعزاز حاصل ہوا۔ نیز مکرم امیر صاحب کی ہدایت پر ہر ہفتہ حضور

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ سواحیلی زبان میں تیار کیا جاتا ہے۔ جامعہ کے تعلیمی و انتظامی امور کو چلانے کے لیے ہر ماہ باقاعدہ سٹاف میٹنگز بھی منعقد ہوتی ہیں۔

جامعہ احمدیہ تنزانیہ سے ملحقہ احاطہ میں احمدیہ پری اینڈ پرائمری سکول بھی قائم ہے جس کی نگرانی انتظامیہ جامعہ کے سپرد ہے۔

امسال ملک کی بعض یونیورسٹیوں کے شعبہ زراعت اور مارکیٹنگ کے تقریباً 20 طلباء نے فیلڈ ٹرپ پر جامعہ کا وزٹ کر کے جامعہ کے احاطہ میں موجود باغیچوں اور کیاریوں کا معائنہ کیا۔ان کو جامعہ کے باغات کا وزٹ کروایا گیا۔اور اجناس او رسبزیاں اگانے کے حوالے سے جامعہ کے تجربات سے بھی آگاہ کیا گیا۔اور کھیتی باڑی سے متعلقہ مسائل کا حل بھی دریافت کیا گیا۔

مؤرخہ 16 جنوری بروز ہفتہ سالانہ تقریب تقسیم انعامات و اسناد جامعہ احمدیہ تنزانیہ منعقد ہوئی۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ومحترم طاہر محمود چوہدری صاحب (امیر و مبلغ انچارج تنزانیہ) تھے۔

عزیزم سلیم عمر نے تلاوت قرآن کریم کی۔عزیزم یقین رجب نے خوش الحانی سے سواحیلی نظم پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم عابد محمود بھٹی صاحب (پرنسپل جامعہ) نے حاضرین مجلس کے سامنے معزز مہمانان کا تعارف کرواتے ہوئے استقبال کیا۔ سٹاف سیکرٹری مکرم عزیز احمد شہزاد صاحب (مربی سلسلہ) نے سالانہ رپورٹ بزبان اردو اور مکرم شمعون جمعہ صاحب (معلم سلسلہ) نے سالانہ رپورٹ بزبان سواحیلی پیش کی۔تقریب کے آخر میں مکرم مہمان خصوصی نے تعلیمی سال میں اپنی اپنی کلاسز میں اول و دوم درجہ پانے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے ۔ اور فارغ التحصیل طلباء میں اسناد بھی تقسیم کیں۔ احمدیہ پری اینڈ پرائمری اسکول کے طلبہ، اساتذہ اور دیگر کارکنان میں بھی انعامات تقسیم کئے گئے۔مزید برآں سٹاف جامعہ، مقامی جماعت کے عہدیداران اور معزز مہمانان کی خدمت میں تحائف بھی پیش کئے گئے۔

تقریب کا اختتام مکرم ومحترم امیر صاحب تنزانیہ کی نصائح سے ہوا۔ آپ نے حاضرین کو اپنے اپنے فرائض کی کماحقہ ادائیگی کی تلقین کی۔ اور خلافت سے پختہ تعلق کے قیام کی ترغیب دی۔ خاص طور پر جامعہ سے فارغ التحصیل طلباء کو اپنے تربیتی معیار بڑھانے کی طرف توجہ دلائی تا کہ احبابِ جماعت کیلئے نیک نمونہ بن سکیں۔

اس مبارک تقریب کا اختتام دعا سے ہوا اور تمام حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔جن معزز مہمانان نے تقریب کو رونق بخشی ان کے اسماء یہ ہیں: مکرم بکری عبیدی کلوٹا صاحب (نائب امیر)، مکرم سیف حسن ناکو چیما صاحب (جنرل سیکرٹری)، مکرم ریاض احمد ڈوگر صاحب (ریجنل مبلغ ارنگا)، مکرم کریم الدین شمس صاحب (ریجنل مبلغ مبیا، سومباوانگا اور کٹاوی ریجنز)، مکرم آصف محمود بٹ صاحب (ریجنل مبلغ موروگورو)، مکرم شعبان عثمان شُنڈا صاحب (مربی سلسلہ)، مکرم آصف رضا صاحب (مربی سلسلہ)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جامعہ احمدیہ تنزانیہ کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے، اس میں خدمت سرانجام دینے والوں کو جزا دے اور اس ادارے سے فارغ التحصیل ہو کر میدان عمل میں خدمت بجالانے والوں کو وقف کی روح کو سمجھنے والا اور خلافت کا سچا وفادار بنائے۔آمین۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ مَا أَصْبَحَ بِي مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ، وَلَكَ الشُّكْرُ

(سنن ابو داوٗد کِتَابُ النَّومِ بَابُ مَا یَقُولُ اِذَا اَصْبَحَ حدیث: 5073)

ترجمہ: ’’اے اللہ جو بھی نعمت مجھے ملی وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اور شکر تیرے ہی لئے ہیں۔‘‘

یہ سید و مولیٰ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی شکر نعمت کی خوبصورت دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ شکر و احسان کے جذبات، اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں، اس کی حمد سے اپنی زبانیں تر رکھنا صرف جماعتی طور پر فضلوں اور رحمتوں کے نازل ہونے کے لئے نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہے ہر شخص سے جس کی انفرادی زندگی میں بھی، جس کی خاندانی زندگی میں بھی اس شکر کے طفیل ہر مومن پر اپنے فضلوں کی بارش برساتا ہے اور اپنے فضلوں کا وارث بناتا ہے۔ پس ہر شخص کو اپنی بھلائی کے لئے بھی، اپنی ترقیات کے لئے بھی، اپنے خاندان کی بھلائی کے لئے بھی، اپنی نسلوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے بھی شکر نعمت کرتے رہنا چاہئے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن غنّام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت یہ کہا کہ اے اللہ جو بھی نعمت مجھے ملی وہ تیری ہی طرف سے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں اور تمام تعریفیں اور شکر تیرے ہی لئے ہیں۔ تو گویا اس نے اپنے دن کا شکر ادا کر دیا۔ اور جس نے اسی طرح شام کے وقت دعا کی تو اس نے اپنی رات کا شکر ادا کر دیا۔

(سنن اَبی داوٗد، کتاب الأدب باب ما یقول اذا اصبح)(خطبہ جمعہ یکم اگست 2003ء)

حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ اپنے منظوم کلام میں بارگاہِ ایزدی میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا
تونے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں
تونے دیا ہے ایماں تو ہر زماں نگہباں
تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

مرسلہ: مریم رحمٰن

19فروری2021ء		طلوعِ فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	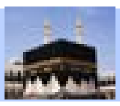	05:32	18:20
مدینہ منورہ	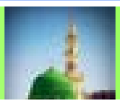	05:34	18:19
قادیان	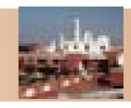	05:45	18:18
ربوہ		05:25	17:58
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:39	17:26